قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؕ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ونمیں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

Digtized by Khilafat Library

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵)

جلد ۲ | ۳ جون ۱۹۱۵ء بروز جمعرات مطابق ۱۸ رجب ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۴۶

مدینۃ المسیح

۱۔ حضور نے ہفتہ کے روز عصر کے وقت درس قرآن مجید دیا۔ چونکہ درس کے نوٹوں میں بعض غلطیاں ہوگئی تھیں۔ اسلئے حضور نے نہایت مہربانی سے اصلاح و نظر ثانی منظور فرمائی ہے

۲۔ تشحیذ ماہ جون میں ۴۸ صفحے پر از روئے کتب شیعہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت ثابت کی گئی ہے احباب بہ توجہ و احتیاط تمام لکھے پڑھے فہم والے شیعہ صاحبان کے پتے مینیجر الفضل کے نام بھیجدیں تاکہ ترقی اسلام کی طرف سے یہ رسالہ انکو مفت بھیجا جائے۔

۳۔ پانچ سوالوں کا جواب مفت تقسیم ہو رہا ہے جو صاحب چاہیں مفت منگوالیں۔

۴۔ سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اپنی اپنی جگہ پر وصولی کرنیکا وقت ہے کاشتکاروں سے صدر انجمن اور ترقی اسلام کے لئے ششماہی چندہ وصول کرنیکا انتظام کیا جاوے

۵۔ حضور کی توجہ لنگر خانہ کے انتظام کی اصلاح کی طرف منعطف ہو رہی ہے

اخبار احمدیہ

۱۔ مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ تیماپور کے پاس شوراپور ایک بڑا شہر پانچ چھ میل میں پھیلا ہوا ہے یہاں کے قدیم راجاؤں کے وارث حال جاگیردار راجے راٹھو سے ملاقات ہوئی اور اسے تبلیغ کی گئی۔

۲۔ مولوی غلام محمد صاحب ماریشس مسلم مشنری ۱۲ مئی کے خط میں کولمبو سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یہاں سے جہاز کے متعلق بہت دقت پیش آئی۔ پہلے مارچ کے اخیر میں پھر وسط اپریل پھر آخر اپریل پھر وسط مئی اور اب کہا گیا ہے کہ ۲۷ مئی کو فسٹ کلاس میں جگہ مل سکیگی۔ یہاں ہوٹل میں چار روپے روز لیتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت قائم کردی۔ آج رات جلسہ تھا۔ عہدہ دار مقرر کر دیئے گئے تیس کے قریب آدمی جماعت میں داخل ہو گئے ہیں چندہ بھی ہر ایک نے مقرر ہوگا یہاں کے لوگ زبان اردو سے ناآشنا ہیں

براہین کا انگریزی ترجمہ طلب کرتے ہیں طبائع تو ذہین اور رزانت پسند ہیں۔ دلائل کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں مگر ان لوگوں میں آبا و اجداد کے رسوم کی سخت پابندی ہے جس بات میں شہرت کو نقصان پہنچے اسکے قریب نہیں جاتے تامل زبان جاننے والے کسی معلم کی ضرورت ہے

۳۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں بیماری ہے اگر میرے گھر کا کوئی آدمی مر گیا۔ میں سب تو دیہ اسکے غیر احمدی ہونیکے جنازہ نہ پڑھونگا اور غیر احمدی لوگ میرے سے تعلق قطع کر دینگے

حضور نے لکھوایا۔ جنازہ احمدی کو پڑھنا جائز نہیں اگر غیر نہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ متوفی کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتا ہے ایسے وقت میں ان کا جنازہ پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں

۴۔ برادر محمد اسمٰعیل صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ ظفروال لکھتے ہیں کہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی تبلیغ سے دو کس نئے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں الحمد للہ

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

۵۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب لکھتے ہیں ملتان کے پاس سے گذرتے ہوئے صوفیائے کرام کا خیال آیا جو کسی وقت اس جہالت زدہ علاقہ میں اسلام کی روشنی کفر کی تاریکی دور کرنے آئے تھے آج انکے اجسام سپرد خاک ہے مگر آہ! ان کی قبر پرستی کا بھیانک منظر بن رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ چودہویں صدی کے چاند کی روشنی سے فیض یافتہ وجود اس ظلمت کدہ کو پھر روشن کرے۔

۶۔ حافظ غلام رسول صاحب جہلم سے لکھتے ہیں ۲۲ سے ۲۸ مئی کے اندر مقام رامپور متصل جہلم تین وعظ کئے۔ اور مستورات میں میری اہلیہ اور غلام زاد مولوی عبید اللہ کی اہلیہ نے سلسلہ اور دیگر ضروری مسائل اتباع سنت کے متعلق وعظ کئے جس کا نتیجہ ۲۸ مئی کے جمعہ پر ظاہر ہوا۔ ۲۴ اشخاص مرد عورت سلسلہ میں داخل ہوئے اور سچے اخلاص سے مسیح موعود کو مان کر حضور کی بیعت کرتے ہیں۔

۷۔ عبد الرحمٰن مونگھیروی حال کلکتہ لکھتے ہیں۔ میں حضرت مرزا صاحب کو نبی برحق مسیح موعود سمجھکر ایمان لاتا ہوں۔

۸۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب حافظ روشن علی صاحب ریاست حیدر آباد کے شہر اور مضافات میں تبلیغ سلسلہ کا کام کر کے واپس آنے کو تھے مگر حضرت نے انہیں حکم دیا ہے کہ ریاست میں تبلیغ کے کام کو اور وسیع کیا جاوے۔ اور اس غرض کیواسطے وہ کچھ عرصہ اور وہیں قیام کریں گے حیدر آباد کی تھیاسوفیکل سوسائٹی کے ممبروں نے مفتی صاحب کا پہلا لیکچر بہت دلچسپی سے سنا جس میں انہوں نے حضرت نبی زمان مسیح موعود کا تذکرہ کیا تھا۔ اور درخواست دی کہ مفتی صاحب اور لیکچر دیں چنانچہ ۴۔ ۶۔ ۹ جون کو تین اور لیکچر اسی ہال میں ہونگے۔ نیز مچھلی بندر علاقہ مدراس کے لوگوں نے جناب حافظ صاحب اور جناب مفتی صاحب کو لیکچروں کے واسطے بلایا ہے وہاں بھی مفتی صاحب کا لیکچر انگریزی میں ہوگا۔

آسٹریلیا میں مکرم معظم جناب حسن موسیٰ خان صاحب نے سب مسلمانوں کو جمع کر کے ایک سرکاری معاہدہ کرایا کہ ہر ایک مسجد میں احمدی لوگ بغیر روک ٹوک کے نماز پڑھ سکینگے کوئی امام مسجد انکو روک نہ سکے گا پہلے ملاں لوگ مزاحمت کرتے تھے نیز خان صاحب موصوف بعض نوجوانوں کو قرآن تفسیر پڑھایا کرتے ہیں۔

۹۔ تاریخ ۷ جیٹھ سمت ۸۳ بمقدمہ فسخ نکاح برجرح گواہ مدعا علیہ مولوی تسلیم نمود۔ کتاب در المختار در فقہ حنفیہ کتاب مستند معتبر است۔ حالانکہ در کتاب در مختار در صفحہ ۲۳۰ تعریف و مناقب امام عبد الوہاب شعرانی مسطور مندرج است گواہ ایں ہم اقرار نمود کہ در اعتقاد من امام عبد الوہاب شعرانی از بزرگان و شیخ العرفاء اسلام است بعد ایں تسلیم وقتیکہ کتاب الیواقیت والجواہر امام شعرانی وا کردہ بمفتی مذکور نشان دادہ شد۔ دراں تحریر بود۔ کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطلق نبوت ختم نہ شدہ است بلکہ نبوت تشریعی ختم شدہ است نہ نبوت دیگر۔ آنوقت مولوی مذکور عبارت کتاب را ملاحظہ کردہ گشت در ماند و مصداق فبھت الذی کفر گردیدہ ہیچ جوابے کافی از و بظہور نیامد۔ احباب دعا فرمائیند

(خاکسار ملک غلام احمد)

مختلف خبریں

لنڈن ۲۹ مئی ۔ پٹروگراڈ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جب روسیوں نے وان پر قبضہ کیا تو وہاں سے ۳۶ توپیں بہت سا گولی بارود کا سامان اور ذخائر اور سرکاری خزانہ ان کے ہاتھ آیا۔

شملہ ۲۹ مئی :۔ اطالیوں نے اپنی سرحد کے بڑے حصہ پر آسٹریا کے خلاف جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے اور ان کا اصل مقصد بظاہر ٹرلیسٹ پر قبضہ کرنا معلوم ہوتا ہے ٹرینٹینو کے تین جانب وہ اہم موقعوں پر قابض ہیں انتہائے شمال میں بھی انہوں نے کارنک الپس میں ایک درہ لے لیا ہے اور ٹرلیسٹ کی سمت میں دریائے اسانزو کے مغربی کنارے پر بھی قدم جما لئے ہیں۔

نواح پرزی میسل میں جنگ

جاروسلاف اور پرزی میسل کے مابین دریائے سان کے دونوں کناروں پر ۲۵ مئی کو نہایت شدید جنگ جاری رہی

پٹروگراڈ کی سرکاری اطلاع

لنڈن ۲۹ مئی ۔ پٹروگراڈ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ روسیوں نے شاولی کے علاقہ میں جرمنوں کے نہایت مستحکم مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے ہزار ہا قیدی گرفتار کئے ہیں گلیشیا کی جنگ نہایت شدت کے ساتھ جاری ہے روسیوں نے ۲۲ مئی کی شب کو سینیاوا کے شمال اور مشرق میں غنیم پر حملہ کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا اور ۲۸ مئی کو پکانی کے محاذ پر غنیم کی قلعبندیوں پر قبضہ کر لیا ۔ اور ۶ ہزار آسٹروی اور جرمن قیدی اور چھ بھاری ۱۰ چھ میدانی توپیں ان کے ہاتھ آئیں اسکے بعد روسیوں نے سینیاوا پر حملہ کر کے مزید ایکہزار قیدی اور پانچ توپیں گرفتا کیں

لنڈن ۳۰ مئی ۔ سنیئر بھیو فیلس برا کاہ جدید پریزیڈنٹ منتخب ہوئے ہیں۔

روئی کے گودام میں آتشزدگی

لنڈن ۲۹ مئی ۔ آج صبح مانچسٹر کی شب لمنال کمپنی کا روئی گودام آتشزدگی سے تباہ ہو گیا کئی ہزار پونڈ کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

آسٹرویوں کی پسپائی

لنڈن ۲۹ مئی ۔ آسٹروی سپاہ مدافعت کی تمام لائن پر اطالیوں کے سامنے پسپا ہو رہی ہے اور مکانات ذخائر اور فصلوں کو جلا رہی ہے اور سڑکوں اور پلوں کو تباہ کر رہی ہے۔

تجارتی جہاز کی غرقابی

لنڈن ۲۹ مئی ۔ الڈرڈ میسٹر کمپنی کا جہاز اتھوپ جمعہ کی شب کو ۹ بجے رود بار انگلستان کے دہانہ میں تار پیڈو پھینک کر غرق کر دیا گیا۔ افسر اعلیٰ اور ۱۶ ملاح کشتیوں سے اٹھا لئے گئے عملے کے باقی اشخاص دیگر کشتیوں میں ہیں۔

لنڈن ۲۸ مئی ۔ پیرس کا تار مظہر ہے کہ فرنچ تجارتی جہاز شیمپین جو بحر اوقیانوس میں آمد و رفت کرتا تھا سینٹ نیزیر کے قریب خشکی پر چڑھ گیا جس سے اسے سخت نقصان پہنچا۔ مسافر بچا لئے گئے۔

ملزمین کی گرفتاری

علیپور (بنگال) کی پولیس نے حال کی ڈکیتیوں کے متعلق مختلف تھانوں کے ماتحت ۹۰ شخص گرفتار کئے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۱ مئی کے اندر ملک کی اکثر حصوں میں عام بارش ہوئی جس سے فصلوں کو فائدہ پہنچا اور تخم ریزی میں سہولت پیدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۱۵ء

مباہلہ کے متعلق فیصلہ

پیغام میں متواتر ایسے مضامین نکل چکے ہیں جن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ اگر یہ کسی ذمہ دار ذی شعور شخص کی طرف سے ہوتا تو فوراً منظور ہو کر ممکن ہے کہ آجتک دنیا کے سامنے اسکا نتیجہ بھی آشکارا ہو چکا ہوتا لیکن چیلنج دینے والا ہمارے ہی نہیں بلکہ منکران خلافت کے نزدیک بھی جب دیوانہ قرار پا چکا ہے تو اسکی کسی بڑ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم پیغام والوں کے بار بار اسکے مضامین کو چھاپنے نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ گو علانیہ طور پر مرد میدان بننے کی جرأت اور طاقت نہیں رکھتے لیکن خفیہ طور پر بقول سید سرور شاہ صاحب داتوی ایک دیوانہ کا سہارا لے کر مقابلہ میں کھڑے ہونے کے لیے ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں اسلیئے اب ہمارا حق ہے کہ ہم پیغام کے متمیں کو بمعہ ان کے امیر کے مخاطب کر کے ایک دفعہ پھر وہ زمانہ یاد کرا دیں جبکہ وہ اپنے آپکو اہل الرائے اور قوم کا لیڈر کہتے ہوئے ذلیل و خوار ہو چکے ہیں اور صدر پر قبضہ کرنا کامی اور نامرادی کا منہ دیکھ چکے ہیں۔ پس اسوقت ہمارا روئے سخن انہیں کی طرف ہے۔ اگر انہیں ہمت اور طاقت ہے تو میدان میں آئیں اور مباہلہ کے لیے اپنے امیر کو پیش کریں تا کہ خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی صداقت کا آخری نشان انکو دکھائے لیکن ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو اپنے امیر کی سرکار سے کبھی بھی کامیابی نہ ہوگی کہ وہ اسکو اس بات کے لیئے آمادہ پا سکیں ہمیں وہ وقت خوب یاد ہے جبکہ مجیب خان صاحب نے ایک بناوٹی مکالمہ شائع کیا تھا اور جسمیں بہت سی ایسی باتیں حضرت اولوالعزم فضل عمر کی طرف منسوب کی گئی تھیں جو آپنے نہ کہیں تھیں اور وہ وقت بھی یاد ہے جبکہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے یہ اعلان شائع کیا تھا۔ کہ صاحبزادہ صاحب مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ اسوقت ان دونوں صاحبوں کو مخاطب کر کے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے لکھا تھا کہ آپ اپنی ان شائع کردہ باتوں پر موکد بوعید لعنت اللہ علی الکاذبین قسم کھا جائیں اور تریاق القلوب نمبر ۴ کے مطابق حلف اٹھائیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ اپنے دست قدرت سے سچے کی سچائی اور جھوٹے کی روسیاہی ظاہر کر دے۔ اسوقت بجائے اسکے کہ اس صاف اور سیدھی فیصلہ کن بات کو قبول کیا جاتا۔ اور انجام کار خدا تعالیٰ کے حوالے کیا جاتا یہ شور مچایا گیا کہ دیکھو ہم احمدی ہیں اور مباہلہ دو مسلمانوں کے درمیان جائز نہیں یہ کہہ کر انہوں نے فرار کا راستہ اختیار کیا تھا۔ حالانکہ ان سے ایسا مطالبہ ہرگز نہیں کیا گیا تھا جسپر احمدی اصول کے مطابق کوئی اعتراض وارد ہو سکے کیونکہ اس قسم کی حلف کا مطالبہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب و دیگر احمدیوں سے تریاق القلوب میں کیا ہے اگر اسوقت انہیں صداقت کا کچھ بھی شائبہ ہوتا۔ تو اس مطالبہ کے جواب میں ہرگز خاموش نہ رہتے۔ افسوس کہ اسوقت انہیں کوئی دیوانہ بھی نہ مل سکا جسکے سہارے یہ کھڑے ہو کر منہ کی کھانے سے بچنے کے لیئے کوشش کرتے۔ اب ہمارا یہ سوال ہے۔ اور ہم اسکے کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ اپنے مقرر کردہ اصول کے خلاف کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔ پیامیوں کی طرف سے مباہلہ کے لیئے کیوں شور مچایا جاتا ہے۔ کیا اب دو مسلمانوں کے درمیان آپکے مسلمات کی رو سے مباہلہ جائز ہو گیا ہے یا آپنے اپنے آپکو یہود و نصاریٰ میں داخل کر لیا ہے جبتک آپ لوگ اس سوال کا تسلی بخش جواب دے لیں اسوقت تک کسی قسم کے مباہلہ کی ایک یا دوسرے رنگ میں تائید کرنا آپ لوگوں کے لیئے شرم کی بات ہے کیا آپ لوگوں کو اپنی تحریر کردہ باتیں یاد نہیں رہتیں اور آپ دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق بن جاتے ہیں اگر اس وجہ سے آپنے کسی دیوانہ کی طرف سے مباہلہ کا اعلان کروایا ہے۔ تو اب ہمنے آپکو آپ کی پہلی بات یاد کروا دی ہے غور کر کے جواب دیجیئے کہ اگر آپکا مباہلہ کا شوق یعنی اس بات کا اقرار کر لے۔ کہ میں یہود اور نصاریٰ کی پوزیشن میں ہوں۔ تو اسکی حیثیت کے مطابق جماعت احمدیہ میں سے بھی کوئی فرد اسمر تعالیٰ کھڑا کر دے گا۔ جو اسکے ساتھ مباہلہ کر لے گا۔ اور اگر آپ لوگ یہ کہیں کہ فرار اختیار کرنا چاہیں کہ اخبار پیغام پبلک رائے کا آئینہ ہے اسمیں ہر شخص اپنی رائے اور خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی طرف سے کوئی مضمون شائع کروایا ہے تو ہم اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور اسکے عوض ہمیں قابل مواخذہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل خلاف واقعہ اور لغو بات ہے کہ جو مضمون پیغام میں شائع ہوتا ہے اسمیں ایڈیٹر کی رائے کا دخل نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک آدمی کی رائے اور خیالات کو آپ پیغام میں بغیر اپنی تائید کے جگہ دے دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم خلافت اور نبوۃ پر مضامین کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ آپ چھاپتے جائیں +

ایک اور بات دریافت طلب ہے۔ اور وہ یہ کہ جو شخص مباہلہ کرنا چاہتا ہے اسنے اپنی پوزیشن پیغام میں یہ شائع کی ہے کہ میں آج کا نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے زمانے کا خلیفۃ المسیح ہوں اور میری خلافت مطلقہ کے قائل خود مسیح موعود ہیں چنانچہ اسکے الفاظ یہ ہیں کہ "آپ لوگ میرا وہ مضمون جسکا عنوان اعلان بجواب بشارت خلیفۃ المسیح ابن مریم ہے۔ ملاحظہ فرماویں جو الحکم مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود کے حکم سے شائع ہوا ہے جسمیں میں نے خلیفۃ المسیح ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور مسیح موعود نے میرے اس دعوےٰ و مضمون کو پسند فرما کر جزاک اللہ احسن الجزا کہا پھر وہ لکھتا ہے۔ کہ مسلمہ خلیفہ مولانا نور الدین جنہوں نے میرا اشتہار چھپوایا جسمیں میرا الہام امیر المومنین محمد یمین بھی درج ہے۔ ہم اسکے متعلق یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا اس شخص کی یہ دونوں حیثیتیں پیغام والے مانتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر مانتے ہیں تو اس کا اعلان کریں۔ اور اگر نہیں مانتے تو اس شخص کے ساتھ مباہلہ کرنا جس کی خود تجویز کردہ پوزیشن کو اپنے فریق کے لوگ بھی نہیں تسلیم کرتے۔ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جب وہ واحد شخص اپنے کئے کا آپ ہی ذمہ دار ہے تو مباہلہ کے نتیجہ سے فائدہ اٹھانے والا کون ہوگا۔ کیا مباہلہ کا نتیجہ ہمارے حق میں نکلنے پر پیغامی حضرات یہ تسلیم کر لیں گے۔ کہ وہ باطل عقاید پر قائم تھے۔ اور پھر وہ ان عقاید کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہوں گے اگر انہیں یہ منظور ہو۔ تو بھی فائدہ کی ایک صورت ہو سکتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر پیغام والوں کے نزدیک یہ طریق فیصلہ صحیح ہے اور مباہلہ جائز ہے۔ تو وہ کیوں مولوی محمد علی صاحب کو اس بات کے لیئے پیش نہیں کرتے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی چاہیئے کہ جب وہ مباہلہ کو ایک فیصلہ کن طریق سمجھتے ہیں تو خود میدان میں نکلیں۔ انشاء اللہ ادھر سے بھی ہمارے امام ان کے مقابلہ میں آجائینگے ورنہ اگر یہ منظور نہیں۔ تو پھر حقیقت الوحی میں فقیر مرزا چراغ الدین جمونی وغیرہما کا ذکر ہے۔ جنہوں نے گھر بیٹھے دعا شائع کی تھی وہی طرح کر کے دیکھ لے۔

پس جنون کے جوش میں مباہلہ کی بڑ ہانکنے والے کو اگر اتنا ہی جوش ہے۔ تو وہ دعا موکد بوعید لعنت اللہ علی الکاذبین شائع کر دے کہ خدا تعالیٰ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے لیکن ہمیں امید نہیں کہ وہ ایسا کرے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایسی دعا مسجد نور میں ۹ بجے صبح کر کے اسکا نتیجہ اسی دن عصر کے وقت دیکھ چکے ہیں +

الاسلام

اسلام مین وہ کونسی خصوصیات ہین جو اور مذاہب مین نہین

آٹھوین خصوصیت

مذہب کی اصل غرض خدا تعالیٰ کا عرفان ہے۔ جس مذہب اور دین میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات اور اسکے افعال کو کماحقہ بیان نہیں کیا گیا۔ وہ دین اور وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ جب اس سے اصل مقصود ہی نہیں حاصل ہوتا تو اسے اختیار کرنے سے کیا فائدہ لیکن جس مذہب میں اللہ تعالیٰ کی ذات حقہ اور صفات حسنہ اور افعال طیبہ کو کماحقہ پیش کیا جائے۔ اور اسکی ذات کے متعلق کوئی ناقص تعلیم نہ دیجاوے۔ اسکی صفات کی نسبت کوئی غلط عقیدہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ اسکے افعال کو تمام نقائص سے مبرا ٹھیرایا جاوے۔ وہ مذہب یقیناً من جانب اللہ ہے کیونکہ وہ اپنی اصل غرض کو پورا کرتا ہے۔ اور جس غرض کے لیے کوئی مذہب دنیا میں آنا چاہیئے وہ غرض اسکے وجود سے پوری ہوتی ہے

اب ہم اسلام آریہ دہرم اور عیسائیت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان تینوں مذہبوں میں خدا کی طرف سے کونسا مذہب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اسکی صفات اور اسکے افعال کے متعلق کس مذہب نے عرفان تک پہنچایا ہے۔ سب سے پہلے آریہ مذہب کو لو۔ اور ان کے مسلمہ عقاید پر منقدانہ نظر ڈالو۔ اور خدا کی ذات صفات افعال کے متعلق ان کا مذہب معلوم کرو تو معلوم ہو جاوے گا کہ آریہ دہرم خدا تعالیٰ کے عرفان میں بالکل ناقص ہے۔

کیونکہ خدا تعالیٰ خالق ہے اور تمام روحیں اور اجسام اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کا ذرہ ذرہ اسکے ہاتھ کی صنعت ہے وہ قدیم ہے۔ باقی سب حادث ہیں۔ وہ محتاج الیہ ہے باقی سب اسکے در کے محتاج ہیں۔ وہ خالق ہے دنیا اسکی مخلوق ہے۔ وہ بدیع السموات والارض ہے۔ اور یہی اعتقاد انسان کی فطرت میں مرکوز ہے اور فطرت انسانی اسی بات کی مقتضی ہے کہ کوئی چیز بغیر کسی علت کے ظہور پذیر نہ ہو۔ اور ہمارا مشاہدہ اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے کہ دنیا کی کوئی چیز بغیر کسی کے بنانے کے خود بخود نہیں بن سکتی۔ اور دنیا کی سب چیزیں اسی قادر مطلق کی بنائی ہوئی ہیں۔ ہمارا جسم بھی اسی کا دیا ہوا ہے۔ اور ہماری روح بھی اسی کا عطیہ ہے لیکن آریہ مذہب میں خدا کو نہ جسموں کا خالق مانتے ہیں نہ روحوں کا نہ مادہ کا۔ اس کی پیدا شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ صرف جوڑنے توڑنے کو ایک ادنےٰ حیثیت اسے دی ہوئی ہے۔ اور ایک کمہار سے زیادہ کوئی مرتبہ اسے نہیں دیا گیا۔ اور یہ اس القادر کی ذات میں بڑا نقص ہے۔ کیا آریوں کا یہی عرفان ہے جس پر انہیں ناز ہے۔ کیا ایسے خدا کے آگے ہم جبین نیاز رکھ سکتے ہیں۔ جو نہ ہمارے جسم کا خالق۔ نہ ہماری روح اسکی بنائی ہوئی۔ نہ ہمارا مادہ اپنی پیدایش میں اسکا محتاج۔ اور نہ ہماری روح اسکی احسانمند۔ پھر جب ہماری روح اور ہمارے جسم کی پیدایش میں اسکا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تو آریہ مذہب ہمیں اسکی عبادت اور اسکی اطاعت اور احسان مندی کی کیوں تعلیم دیتا ہے۔ ہم بلاوجہ کیوں کسی کے احسانمند ہوں۔ ایشور کو کوئی استحقاق حاصل نہیں کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔ اسکے حکموں پر چلیں۔ اسکے بنائے ہوئے قانون پر عملدرآمد کریں نہ اسکا ہمارے مادہ کے ظہور پذیر کرنے میں دخل ہے نہ ہماری روح کے متعلق اسکا کوئی احسان ہم تک پہنچا۔ کہ ہم اسکے احسانمند ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ آریہ مذہب کا عرفان ناقص ہے اور جو حقیقی پوزیشن ذات باری کو حاصل ہے اس سے یہ مذہب خدا کو گرا رہا ہے *

پھر دوسری بات جو نظر صحیح خدا کے متعلق تسلیم کرتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ذات والصفات قادر مطلق ہے۔ تمام چیزیں اسکے دست تصرف میں ہیں کوئی چیز اسکے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔ وہ سب پر اپنے علم او قدرت سے محیط ہے ہر چیز اپنے قیام میں اسکی محتاج ہے۔ جسے چاہے فنا کر دے۔ اور جسے چاہے عدم کا مزا چکھا دے لیکن آریہ دہرم اس بات میں بھی غلط تعلیم پیش کرتا ہے۔ اور وہ خدا کو اس بات پر قادر نہیں سمجھتا کہ وہ کسی کو فنا کر سکے۔ بلکہ اسکا یہ عقیدہ ہے کہ خدا میں کسی چیز کے فنا اور معدوم کرنے کی ہرگز قدرت نہیں لیکن غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب ایشور ہمیں معدوم نہیں کر سکتا۔ نہ ہمارے مادہ کو فنا کرنے پر قادر ہے نہ ہماری روح وہ معدوم کر سکتا ہے تو ہمیں اس سے خوف ہی کیا وجہ اور اس کی نافرمانی میں کیا نقصان اور پھر وہ ہمارا مالک کیسا۔ اور ہمارا اوس سے تعلق کیا؟ نہ وہ ہمیں پیدا کرتا ہے نہ فنا کرنا اس کے اختیار میں ہے سو نہ ہمیں اس سے کوئی امید ہی کرنی چاہیئے اور نہ کوئی خوف ہی اس کا ہمارے دلمیں ہو گا لیکن ظاہر ہے کہ شریعت کا انسان تب ہی پابند ہو سکتا ہے کہ جب خدا کے انعامات کا امیدوار اور اسکے عتاب سے خائف ہو اور یہ دونوں باتیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جبتک خدا تعالیٰ کو عدم سے وجود میں لانے اور وجود سے معدوم کرنے پر قادر نہ سمجھا جاوے۔ اور آریہ صاحبان ان دونوں باتوں کے منکر ہیں۔ اسلیئے ان کے مذہب کو مانکر پھر خدا تعالیٰ کا حقیقی عرفان کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اِن دونوں باتوں کے بعد تیسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جتنا وسیع الحوصلہ اور غنی انسان ہو گا اتنا ہی سخاوت اور فیض رسانی میں وہ اوروں سے زیادہ ہو گا۔ اور خدا تعالیٰ کا وجود چونکہ سب سے غنی تر ہے اور فیض رسانی میں سب سے بڑھکر ہے اِس لیئے اسکے متعلق فطرت صحیحہ بھی تجویز کرتی ہے کہ وہ نیکی کا بدلہ بغیر حساب دینے والا ہے۔ اور عاجز انسان کے محدود عملوں کا محدود بدلہ نہیں دیتا۔ کیونکہ جب ایک انسان کو ہم دیکھیں کہ وہ مزدور کو اِس کی مزدوری سے بڑھ کر انعام دیتا ہے تو ہم اس شخص کو اچھا سمجھیں گے۔ اور اسکی تعریف کرینگے۔ اور ہمارے دلمیں اسکی عظمت پیدا ہو گی۔ سو جب ایک انسان کے لیئے مزدوری سے بڑھ کر انعام دینا۔ اور کام سے بڑھ کر اجر دینا خوبی کا موجب ہے اور قابل تعریف امر ہے تو خدا تعالیٰ کے لیئے تو یہ ضرور ہی تسلیم کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے فرمانبردار بندوں کے اعمال سے بڑھ کر انعام عطا فرماتا ہے لیکن آریہ دہرم میں خدا تعالیٰ کے درجہ کو بہت گھٹا دیا گیا ہے اور اِس کے نزدیک خدا تعالیٰ کسی کو اس کی نیکی سے بڑھ کر جزا نہیں دے سکتا اور جتنا کوئی کام کرے صرف اتنا بدلہ اُسے ملیگا۔ خدا تعالیٰ ایک حبہ بھی کسی کو اپنی خوشی سے بخشش نہیں سکتا لیکن غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب ایشور ہم سے تاجرانہ معاملہ کرتا ہے اور جتنا کام کریں صرف اتنا ہی بدلہ دیتا ہے۔ تو ہمارا وہ محسن کیسا ہے کیا کبھی کسی نے کسی دکاندار کو بھی اپنا محسن سمجھا ہے؟ ہرگز نہیں اس کی وجہ صرف یہ کہ تاجر کوئی چیز بطور احسان نہیں دیتا بلکہ ہمارے روپیوں کے عوض ہمیں اپنا مال سپرد کرتا ہے اسی طرح اگر ایشور صرف کام کے مطابق مزدوری اور عمل کے برابر اجرت دیتا ہے۔ تو ہم اس کے ممنون احسان نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہمارے دل میں اسکے شکریہ کا جذبہ پیدا ہو گا۔ بلکہ ہمارے نزدیک اسکی حیثیت صرف ایک دکاندار یا کسی کو مزدوری پر لگانے والے کی ہو گی۔ غرض آریہ مذہب کے متعلق جتنا بھی غور کریں اتنا ہی عرفان الہیٰ

کے متعلق وہ نقصوں سے پر نظر آئے گا۔ اور جب عرفان الٰہی ہی کسی مذہب میں کما حقہ نہیں۔ تو اس مذہب کا فائدہ کیا۔ اس کے بعد عیسویت کو لو۔ یہ مذہب آریہ دھرم سے بھی گیا گزرا ہے۔ اس نے الٰہی صفات کو نہایت برے رنگ میں پیش کیا ہے۔ اور گو آریہ لوگ اللہ تعالےٰ کو عدم سے وجود میں۔ اور وجود کو عدم میں لانے والا اور کام سے بڑھ کر اجر دینے والا نہیں مانتے۔ لیکن کسی آریہ نے بھی کبھی نہیں کہا ہوگا کہ خدا کبھی کبھی مجسم بھی ہو جاتا ہے۔ اور پھر لوگوں کے ہاتھ پڑ کر صلیب دیا جاتا ہے۔ اور دشمنوں سے ماریں کھاتا اور روتا چلاتا ہے لیکن یہ عیسویت میں ہے انجیل پڑھ کر دیکھو اسمیں مسیح کو خدا ٹھیرایا گیا ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی مانا ہے۔ کہ یہودیوں نے خدا کو پکڑا۔ اور صلیب دیا۔ اور اسکے کوڑے مارے۔ اسپر ہنسی اور ٹھٹھا کیا بھلا غور کرو کہ یہ باتیں کبھی خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کے متعلق فطرۃ صحیحہ تسلیم کر سکتی ہے۔ وہ جو سب طاقتوروں سے بڑھ کر طاقتور ہے کبھی اپنی کمزور مخلوق کے پنجہ میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ اور وہ جو سدا سے حی و قیوم ہے کبھی صلیب پر ہلاک ہو سکتا ہے اور وہ جو سب عزتوں سے بڑھ کر عزت والا ہے کبھی ذلیل کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہستی جو نہاں در نہاں ہے کیا کبھی جسم کثیف حاصل کر کے عوارض بشریہ (کھانا پینا پیشاب پاخانہ کرنا) میں گرفتار ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تعالےٰ اللہ عما یصفون +

پھر انجیل میں لکھا ہے کہ الوہیت کے اقنوم ثانی سے قیامت کی بابت پوچھا گیا تو اُسنے جواب دیا کہ قیامت کا علم مجھے نہیں۔ کیا عیسائیوں کا یہی عرفان الٰہی ہے کہ خدا ہو کر آئندہ کا علم نہیں کیا اسی خدا کیطرف مسلمانوں کو دعوت دیجاتی ہے جو العلیم الخبیر اور السمیع البصیر ہستی کے پرستار ہیں +

پھر ایک مقام پر انجیل میں آیا ہے کہ ایک عورت نے خداوند مسیح سے کہا کہ قیامت کے دن میرے بیٹوں کو تو داہنے اور بائیں بٹھائیو۔ خداوند نے اسے جواب دیا کہ داہنے اور بائیں بٹھانا میرے اختیار میں نہیں۔ بتلایئے اے عیسائی صاحبان کہ یہی بات خدا تعالےٰ کو شایان شان ہے۔ کہ اسے اپنے حضور کسی جگہ دینے کا بھی اختیار نہیں۔ کیا قادر مطلق کی یہی حیثیت تمہارے مذہب میں ہے۔ غرض انجیل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسویت میں عرفان الٰہی نے مس تک بھی نہیں کیا +

اس کے بعد اسلام کو لو اور اسکی تعلیم میں غور کرو جس قدر بھی گہری نظر سے مطالعہ کرو گے اسی قدر واضح طور پر روشن ہو گا کہ عرفان الٰہی کے لحاظ سے اسلام کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اس بات میں دنیا کا کوئی مذہب اس سے لگا نہیں کھا سکتا۔ نہ اسمیں آریوں کیطرح خدا کو صرف کمہار کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور نہ عیسائیوں کی طرح ایک ذلیل و عاجز انسان کی طرح بلکہ فرمایا خالق کل شیء وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارا مادہ پیدا کیا۔ اور اسی کے حکم سے تمہاری روح وجود میں آئی جسطرح تمہارے جسم اس کی مخلوق ہیں اسیطرح تمہاری روحیں بھی اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ پھر فرمایا یؤتی من یشاء بغیر حساب یعنی وہ ایک دوکاندار کی طرح نہیں کہ صرف قیمت کے برابر سودا دیتا ہے بلکہ وہ ایک رحیم و کریم مربی کی طرح ہے وہ ظاہری اعمال سے بڑھ چڑھ کر تمہیں اجر دے گا۔ اور بے حساب دیگا پھر فرمایا لا تدرکہ الابصار یعنی وہ عیسائیوں کے خدا کی طرح جسم کثیف نہیں رکھتا بلکہ نہاں در نہاں ہستی ہے اور ایک مقام پر فرمایا للہ العزۃ یعنی حقیقی عزت کا وہی مستحق ہے۔ اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا..... و عندہ علم الساعۃ یعنی اسلامی خدا کو عیسائیوں کے پیش کردہ خدا کی طرح نہ سمجھنا جسے قیامت کی آمد تک کے متعلق کچھ علم نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا خدا قیامت کا کامل علم رکھتا ہے۔ پھر ایک مقام پر قرآن شریف فرماتا ہے الحی یعنی اسلامی خدا سدا سے زندہ ہے اور سدا زندہ رہے گا۔ اسے کوئی صلیب پر چڑھا کر ہلاک نہیں کر سکتا۔ غرض اسلامی تعلیم میں جس قدر بھی غور کرو عرفان الٰہی بڑھتا ہے لیکن آریہ مذہب اور عیسویت میں عرفان الٰہی بالکل ناقص ہے اور یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ وہ ایک سچے مذہب کے معیاروں پر پورا اترتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین +

ضالین کون ہیں

(اس مضمون میں جو کچھ تحریر شدہ ہے وہ بطور ڈیفنس کے ہے بطور اوفینس کے ہرگز نہیں)

اللہ تعالےٰ نے سورۃ فاتحہ میں تین گروہ بتائے ہیں۔
اول منعم علیہم۔ دوم مغضوب علیہم سوم ضالین +

سیدنا حضرت محمدؐ نے اپنی پاک ذات اپنے اصحاب اور کامل متبعین کو اول گروہ میں۔ اہل کتاب کے علماء اور ان کے ہم خیال اور مقلد یہود فرق کو دوم گروہ میں۔ پولوس اور اسکے مقلدوں کو سوم گروہ میں داخل کیا ہے +

اسی نہج پر سیدنا حضرت غلام احمدؑ نے اپنی ذات پاک اور اپنے اصحاب اور متبعین کو اول گروہ میں۔ نام کے مسلمانوں کے علماء اور مولویوں اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے پیروں کو دوم گروہ میں۔ اور مسیح ناصری اور حضرت علی مرتضےٰ وغیرہ میں صفات الٰہیہ ماننے والے گروہ کو تیسرے گروہ میں شامل کیا ہے۔ تحفہ گولڑویہ میں یہ امر خوب واضح شدہ موجود ہے۔

مگر جناب (نام نہاد) امیر ملۃ باغیہ نے کسی احمدی کو نہایت جوش میں ایک نئی تحقیق سُنائی۔ جو قادیان سے بھاگ نکلنے کے بعد انکو متحقق ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی وہ کل جماعت جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو امام الجماعت اور قادیان کو مرکز بموجب الوصیت مسیح موعود مانتے ہیں۔ در اصل ضالین ہیں +

پس صاف واضح ہوا کہ قادیان کا خلیفۃ المسیح الموعود خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبران موجودہ اور کل خدام احمدیت جہاں کہیں ہوں اور قادیان سے جنکا مرکزی تعلق ہو۔ حضرت مسیح موعود کا کل خاندان اور اہل بیت سب ضالین ہیں۔ امیر ملۃ باغیہ جماعت مسیح موعود کو ایسے دن اور ایسے ہی خطاب کی توقع رکھنی چاہیئے تھی۔ اور آخر انھوں نے یہ خطاب عنایت کر ہی دیا فجزاہ اللہ عنا و عن المسیح الموعود

حضرت اقدس کے نزدیک ضالین کون ہیں۔ وہ تحفہ گولڑویہ ملاحظہ فرمائیں۔ جناب امیر ملۃ باغیہ کے نزدیک ضالین کون ہیں سو وہ آپکو سنا ہی دیا ہے۔ پس اب جناب امیر ملۃ باغیہ کی تحقیق نے حضرت مسیح حکم و عدل کے فیصلہ اور تحریر پر خط نسخ کھینچ دیا۔ اور امیر صاحب کے نزدیک باطل ہوگیا۔ اور اب صحیح اور درست محل خطاب ضالین کا تحقیق ہو گیا ہے۔ اور اسی سبب سے پشاور اور لاہور کے باغیان خلافت احمدیہ کے منہ سے احمدیوں کو یہی خطاب سنائی دیتا ہے۔

ضالین کیوں بنائے گئے۔ شاید اسی لیئے کہ ہم حضرت غلام احمدؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ مسیح موعود مانتے ہیں۔ حکم و عدل جانتے ہیں۔ اسکی پاک وحی تعلیم اور معتقدات پر ایمان لانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور اسکے مبارک ہاتھ پر پایا

ان کے خلفاء کے ہاتھ پر احمد کے نام سے بیعت کو مدار نجات یقین کرتے ہیں - اور اسکی تکفیر و تکذیب بے تفحیک کرنیوالے نام کے مسلمانوں کو جو حضرت صاحب کو مفتری علی اللہ جان کر رد کرتے ہیں مغضوب علیہم اور ضالین میں داخل سمجھتے ہیں - اور انکو حقیقی مسلمان جان کر ان کے خلف میں اقتدا فی الصلوٰۃ - ان کے جنازے اور انکو لڑکیاں دینا حرام جانتے ہیں - ان کے ساتھ اشاعت اسلام ملکر نہیں کرتے - یا ان کے سامنے دست سوال دراز کرنا غیرت ایمانی کے خلاف - اور کسی پاک انسان کے نصائح کے برخلاف جانتے ہیں مرنج و مرنجان کا اصول نہیں رکھتے - حکمت عملی یا پالیسی یا تقیہ سے کام نہیں لیتے - مداہنت اور منافقت کے ساتھ اغراض احمدیہ کی اشاعت سے نفرت کرتے ہیں - ان کی مجالس میں شامل ہو کر غیروں کی ہاں میں ہاں ملانا ناپسند کرتے ہیں - اور ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ خدام مسیح موعود چند سفید پیسوں کی خاطر احمدیت سے تائب یا مرزائیت سے بیزار - یا قادیانی ہونے سے منحرف خیال کیے جاویں - اور عوام الناس میں اخباروں میں ایسے مشتہر ہوں - چند کھوٹے درہموں کے موسن نہیں تا اپنا ایمان ان کے تسخرات کے حوالے کریں - اگر قصور بھی ہے تو یہ ہمارا نہیں - جہالت شاید ہے کہ یہ تعلیم ہم کو حضرت مسیح موعود اور ان کے خلیفہ اول **نور الدین اعظم** سے ملی اور بار بار ملی - وہ آوازیں ہماری کانوں میں گونج رہی ہیں - **ضالین** ہونے کی علامت اقدس شناخت جو امیر ملۃ باغیہ نے ہمارے حق میں سُنائی ہے وہ اخبار پیغام لاہور میں شائع ہو چکی ہے - اور وہ ہمارے الفاظ میں یہ ہے کہ ایک گروہ نے حضرت مسیح ناصری کو خدا بنایا اور اسلیے بنایا کہ کتب سابقہ میں انکو خدا یا خدا کا بیٹا کہا گیا تھا - اور ایسی پیشگوئیاں حضرت مسیح ناصری کے حق میں موجود تھیں - اور خود حضرت مسیح ناصری کے وحی اور الہامات میں ایسے الفاظ تھے - جن کی بنا پر وہ خدا یا خدا زادے بنائے گئے - پس وہ گروہ ایسا کرنے پر **ضالین** ہوا - اس لیے کہ انھوں نے استعارات کو حقیقت خیال کر لیا - ایسا ہی ایک گروہ نے حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ بنایا - اور اسلیے بنایا کہ کتب سابقہ میں انکو نبی اللہ یا رسول اللہ کہا گیا تھا اور ایسی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود کے حق میں موجود تھیں اور حضرت مسیح موعود کے وحی و الہامات میں ایسے خود یا ہتے تھے جن کی بنا پر وہ بھی اللہ ورسول اللہ بنائے گئے - پس ایسا کرنے سے یہ گروہ بھی **ضالین** ہوا کہ انہوں نے بھی استعارات کو حقیقت پر حمل کر لیا ٭

مگر افسوس ہے تو صرف اس قدر کہ جناب امیر ملۃ باغیہ نے یہ نہ بتایا کہ یہود کی کن کتب سابقہ میں کسی خدا یا خدا زادے کی آمد کی پیشگوئی تھی - اور آیا وہ پیشگوئیاں یہود کو بھی معلوم تھیں یا نہ اور وہ قوم ان کے بنا پر کسی خدا یا خدا زادے کے انتظار میں بھی تھے یا نہ - اور یہود انکو اپنے مسیح موعود کے حق میں جانتے تھے یا نہ - اگر اس قسم کے چند ثبوت بھی ساتھ پیش کرتے تو آج ہمکو موقع نہ ملتا کہ اسوقت مطالبہ کرتے کہ یہ امور جب تک ثابت نہ کر لیے جاویں تب تک بنیاد ہی غلط ہے تو اسپر بنا کسی امر کی بنا ہو فاسد علی الفاسد کی مصداق ہی ہے یا اثبات الباطل بالباطل ہے ٭

اسکے بعد جناب امیر ملۃ باغیہ نے یہ بھی پیش

نہ کیا کہ حضرت مسیح ناصری کے کن صحیح ثابت شدہ وحی والہامات میں انکو خدا یا خدا زادہ کا خطاب ملا - اور حضرت مسیح ناصری نے وہ الہامات دنیا کے سامنے پیش کئے ہوں - اور ساتھ ہی فرمایا ہو - اگرچہ میں حقیقی خدا یا خدا زادہ تو نہیں مگر یہ استعارات کتب سابقہ میں یا میرے الہامات میں واقع ہو چکے ہوں اور اسکی یہ تاویل ہے - پس جب تک یہ امر بھی ثابت نہ کر دیا جائے تو یہ بھی غلط ہے ٭

علاوہ ازیں اگر یہ سارا تانا بانا کر کے بلا ثبوت تسلیم کر لیا جاوے تو ساتھ ہی عرض کرنا پڑتا ہے - کہ چونکہ انسان یا نسل انسان میں سے کوئی بشر خدا نہیں ہو سکتا اور نہ خدا بننے کے اسمیں قوی ہیں - تو اسوقت تو لامحالہ ہم کو ایسی پیشگوئیوں اور الہاموں کی تاویل کرنی پڑے گی اور انکو استعارات ماننا پڑے گا - مگر کیا کسی بشر میں نبی اللہ یا رسول اللہ بننے کی قوی بھی نہیں - اور کیا انسان رسول یا نبی نہیں بن سکتا - چونکہ بشر ہی نبی یا رسول ہوتے ہیں اور ہوا کرتے ہیں - تو اگر کسی بشر کے واسطے نبی اللہ یا رسول اللہ کے خطابات پیشگوئیوں میں اور الہامات میں بڑے زور شور سے آویں تو اسکی تاویل کرنے کو کونسی ضرورت واقع ہو رہی ہے - اور استعارات ماننے پر کون سے امور مجبور کرتے ہیں - کیا بشر میں نبی اللہ ورسول اللہ نہیں ہوا کرتے ٭

اگر آپ اسکا یہ زرین اصول صحیح تسلیم کر لیں تو کیوں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے ساتھ ہی انکار نہ ہو پڑتا - کیونکہ انکو بھی کتب سابقہ میں نبی اللہ و رسول اللہ سے یاد کیا ہے اور پیشگوئیوں میں وہ نبی کے نام سے یاد کئے گئے ہیں - اور خود قرآن کریم کی وحی و الہامات میں انکو النبی و الرسول کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے - حالانکہ آپکے زرین اصول میں اسکے واسطے کسی استثنا کو کوئی دخل نہیں دیا تھا پس اگر اس اصول کے مطابق سیدنا محمد کی نبوت و رسالت بھی محض استعارۃ تسلیم کر لی جاوے تو آپکے پاس کیا جواب ہے - اور اگر اسکو حقیقت پر حمل کریں تو آپکے فتوے کے موجب ایسے کرنے والے **ضالین** کے خطاب سے تو مشرف نہوں گے -

پس جناب محمد علی صاحب تحریر فرماویں کہ آپ حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں یا سیدنا حضرت **غلام احمد** کی نبوت و رسالت پر - یہ تیر تو دو دھاری ہے - دونوں طرف کام کر رہا ہے - خدا جانے آپ احمد کی نبوت کی تکذیب کر رہے ہیں یا غلام احمد کی - الٰہی ہمارے امیر ملۃ باغیہ جو ایم - اے - اور فاضل اجل ہونے پر نازاں تھے انہیں کیا ہو گیا ہے -

اگر کتب سابقہ میں حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ یا رسول اللہ کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے - یا ان کے وحی اور الہام میں خدا نے ان کو یہ نام دیا ہے تو آپ اسکو استعارہ کیونکر کہنے لگے - کیا وہاں یہ بھی تحریر ہے یا پایا جاتا ہے کہ یہ خطابات استعارہ ہیں - یا آپ کا اجتہاد ہے - اگر کوئی تحریر ہے تو ثبوت دیا ہوتا - اور اگر آپ کا اجتہاد ہے تو آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ ایسا اجتہاد شائع کرتے ہیں - اور عوام الناس کو اپنے اجتہاد کی پیروی پر آمادہ کرتے ہیں - آپکا یہ اجتہاد مدعی سست و گواہ چست کے مصداق تو نہیں ہو رہا ٭

جب خدا تعالٰے نے نبی اللہ و رسول اللہ سے یاد فرمایا - انبیاء سابقین نے ایسا ہی فرمایا - سیدنا محمد رسول اللہ نے یہی خطاب دیا - اُمت محمدیہ تیرہ سو سال تک نبی اللہ و رسول اللہ یقین کرتی رہی - خدا کے اس کلام میں جو مسیح موعود پر نازل ہوا ایسی خطابات نبی اللہ ورسول اللہ پائے جاتے ہیں تو آپکو کیا حق حاصل ہے کہ انکو نقلی قرار دیں اور اس خطاب کو بے حقیقت ظاہر کریں - کیا آپ اس امر کی اصلاح کے واسطے مصلح موعود ہیں - اور قرب اور وحی سے مخصوص ہو کر تائید روح القدس مامور ہو کر تشریح و توضیح فرما رہے ہیں - یا محض نفس کے کسی بغض اور کینہ کے سبب سے شور و غوغا برپا رکھنے اور جماعت میں پریشانی پیدا کرنے میں نظر آتا ہے - اگر مصلح موعود ہیں تو دعوے کا اعلان کر دیں - بعدہٗ دیکھا جاوے گا ٭

قرآن کریم میں جن سولوں نبیوں کا ذکر ہے ویسے نبی آپ کے نزدیک تا قیامت منقطع ہیں۔ اور جن آیات کا اور نشانات اور معیاروں کا ذکر ہے نبوت تامہ کاملہ مستقلہ کے اثبات کے واسطے نہیں پس کیا اسی منہاج پر یہ حضرت اقدس مسیح موعود کو نبی اللہ یا رسول اللہ کہکر اور آپ کے خیال کے مطابق محض نام کے نبی مان کر عوام الناس کو پیش کر سکتے ہیں۔ اور انہیں معیاروں سے استدلال دے سکتے ہیں۔ اگر دے سکتے ہیں تو کیوں کیا ایسے کر کے اپنے مخاطب کو دھوکہ میں تو نہ ڈالیں گے۔ کہ جو معیار حقیقی سونے کے ثابت کرنے کے واسطے ہیں وہی معیار پیش کر کے جرمن گولڈ جو مجازی سونا ہے چاہیئے (کیونکہ آپ کی بھی اصطلاح ہے) منواتے ہیں یا پشاوری علمدار امیر ملتہ باغیہ کے مذاق کے مطابق کے سوجھا کھوں کا معیار پیش کر کے ایک اندھا بھی اسمیں داخل کریں۔ اور ثابت کریں کہ یہ اندھا بھی مجازی سوجھا کھا ہے۔ اور اگر کوئی حق حاصل نہیں کہ ہم اس منہاج نبوت سے بنام کی نبوت ثابت کریں تو پھر کیوں حضرت اقدس مسیح موعود حضرت نور الدین اعظم نے آپکے خلفاء ثلثہ نے آج سے چند سال قبل کی تحریرات میں اسی نہج اور طریق سے انہی آیات کے ماتحت اس نام کی نبوت اور رسالت کو پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر یہ فعل اور عمل درست تھا تو کیوں نہ کہیں کہ نبوت سابقہ اور نبوت مسیح موعود اپنی حقیقت کے لحاظ سے ایک ہے اور ایک ہی منہاج پر حق ہوتا ہے۔ مگر آپ لوگوں نے اس نبوت کو غیروں کی خاطر قربان کر دیا۔ مصداق بنے اس مصرعہ کے ع

ہم الزام اون کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

الغرض وہ نبوت وہ استدلالات اور معیار غیروں میں محو ہو کر بھول گئے۔ تو کیا ایسے مستغرق فی الغیر ضالین تو نہ کہلائیں گے کیونکہ قرآن کریم ، ضالین کے ایک معنی یہ بھی پائے جاتے ہیں کہ مستغرق فی الغیر ہو۔ کہیں محمد وحمد کے چہرہ کے آئینہ میں اپنا وجود تو نظر نہیں آیا جسکو ضالین کا خطاب یا۔ اب بتائیے ضالین کون ہیں۔

ضالین کے حق میں قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ ضلوا و اضل عنهم یعنی خود گم شدہ یا گم کردہ ہیں آپ بار دیگر تحریر کریں کہ آپنے کچھ کھویا تو نہیں۔ یا خود کھوئے تو نہیں گئے۔

(۱) حضرت حجۃ اللہ علی العالمین کو دنیا کے سامنے بطور نبی اللہ و مامور من اللہ پیش کرنا۔ اسکی تعلیم وحی اور بیعت پر ایمان لانا مدار نجات یقین کرنا۔ اسکے منکرین مکذبین سے الگ رہنا۔ اشاعت اسلام غیر مسلموں یا غیر احمدیوں میں کرتے ہوئے احمد اور اسکا مشن پیش کرنا۔ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا معاون رہنا اور اسکے ماتحت ہو کر خدمت دین کرنا۔ غیروں سے نمازوں میں جنازوں میں۔ لڑکیاں دینے میں حضرت حکم و عدل کے فیصلوں کو مدنظر رکھنا۔ اہلبیت مسیح موعود کی خبر گیری کرنا۔ خلیفۃ المسیح اول نور الدین رض کی اولاد کا فکر رکھنا قادیان کے مرکز کو قایم رکھنا۔ واحد امام کے ماتحت ہو کر ترقی دین کو وابستہ جاننا خلافت مسیح موعود کے خادم رہنا۔ وفات پاکر جوار مسیح موعود میں آرام پانا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام واحمدیہ لنگر مسیح موعود ورسالہ تحریر مسیح موعود کو جاری و قایم رکھنا۔ یہ تمام مواقع آپ کھو چکے ہیں یا نہ۔ یا ان سے کھوئے گئے ہیں یا نہ۔ پس اگر یہ سب اشیاء آپکے ہاتھ سے نکل گئے ہیں تو کیا تعریف ضالین ضلوا و اضل عنهم والی آپ پر صادق آئی ہے یا نہ۔ سچ بتا دیں کہ اب ضالین کون ہیں +

ضالین کی ایک تعریف یہ بھی آئی ہے کہ وہ تین کو ایک جان کر تین ایک کے ماتحت ہوں۔ کیا قادیان کے مرکز پر قایم رہنے والی جماعت تین ایک کے ماتحت ہے یا آپ کی ملتہ باغیہ جن کے تین ہی خلیفے۔ ثبوت تثلیث کے واسطے موجود ہیں۔ ایک سے بھاگے اور تین کی اتباع میں جا داخل ہوئے اور ایک کے متبع جماعت کو مشرک کہنے والے تین کے متبع گروہ کو کس خطاب سے یاد کرینگے۔ عزیزو لا تقولوا ثالث ثلثة انتهوا خیرا لكم یہ تین بھی آپ کا مد الخیال نہ جانیں تینوں اختلاف کردہ امور میں بھی باہم مخالف ہیں تحسبهم جميعا و قلوبهم شتی۔

آؤ عزیزو غور کرو شاید یہ مسئلہ کہیں علامت ضالین نہ ہو۔ التثلیث فی التوحید و التوحید فی التثلیث کے قایل گروہ کو اگر ضالین جانتے ہو۔ تو تمہارے گروہ کے افراد جو اس اصول کے پابند ہیں تین میں ایک ایک میں تین کے قائل ضالین تو نہ ہو گئے۔ سچ کہو ضالین کون ہیں۔

امیر ملتہ باغیہ اور ان کے ہمنوا اگر انا خیر منه کا دعویٰ ترک کر دیں تو شاید اب بھی وقت ہے کہ مثیل یوسف لا تثریب علیکم الیوم کہنے کو تیار ہو جاوے۔ مگر انا کنا خاطئین کہتے ہوئے اگر شرمائیں۔ مگر ایسا نہیں کہ موٹی گردنوں والے اسطرح جھکیں کیونکہ فی اعناقهم اغلال فهی الی الاذقان فهم مقمحون کی حالت وارد ہو رہی ہے۔

ایک لطیفہ بھی سنتے جاؤ

ایک عظیم الشان مبارک ذات نے شہر مکہ میں متفرق مذہب میں سے ایک جماعت تیرہ سو سال ہوگئے ہیں الگ کر کے جمع کی۔ اور ایک مرکز پر قایم کر کے اسکو هو سمّٰكم المسلمين کے اعلان کے ساتھ مسلم کے نام سے ممیز و ممتاز عن الغیر کر دیا۔ مگر ایک گروہ نے اس جماعت کو کچھ عرصہ کے بعد محض تعصب سے محمدی اور محمڈن کے نام سے یاد کیا۔ اور خدا کے مامور کا دیا ہوا نام انکے واسطے پسند کیا۔ قرآن کریم نے انکو ضالین فرمایا +

اسی طرح اور ٹھیک اسیطرح ایک عظیم الشان مبارک ذات نے قادیان میں متفرق نداہب و فرق اسلام میں ایک جماعت تیرہ سو سال بعد الگ کر کے جمع کی اور ایک مرکز پر قایم کی اور انکو احمدی مذہب کے مسلمان کے اعلان کیساتھ ممیز و ممتاز عن الغیر کر دیا۔ مگر ایک گروہ نے اس جماعت کو کچھ عرصہ کے بعد محض تعصب اور حسد سے محمودی کے نام سے یاد کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے مامور کا آیا ہوا نام ان کے واسطے پسند نہ کیا۔ پس اگر وہ اونہیں گروہ کی طرح ضالین نہ کہلائیں تو وہ خود بتا دیں کہ کیا کہلائیں۔ اور حق کہیں کہ ضالین کون ہیں۔

اے امیر ملتہ باغیہ این ہمان سنگے ست کہ بر سر ما کوفتی
در عطیہ شمار بشمار دو ایس کردہ میشود زیبا کہ ما خود را مستحق
این خطاب نمی دانیم۔ نبی مبارک باد۔ البادی اظلم یاد باشد

کیا ہم محمودی ہیں

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ و احمد مجتبےٰ ختم الرسل جس کی ہم امت ہیں محمد بھی تھے احمد بھی تھے محمود بھی تھے۔ سیدنا حضرت غلام احمد جس کے ہم خادم ہیں۔ محمد بھی تھے۔ احمد بھی تھے۔ محمود بھی تھے۔ پس ایک ضالین گروہ نے ہمکو مسلم سے محمڈن اور محمدی بنایا۔ ہم ناراض نہ ہوئے۔ کہ نسبت پھر بھی محمد سے تھی فالحمد لله۔ ایک ضالین گروہ نے احمدی کی بجائے محمودی نام سے یاد کیا۔ پھر بھی ہم ناراض نہیں کہ نسبت محمود سے ہے فالحمد لله و ثم الحمد لله ہم مسلم ہیں اور وجود مسلم ہونے کے محمدی۔ احمدی اور محمودی ہونے پر ناراض نہیں۔ بلکہ خوش ہیں۔ کیونکہ محمد اور احمد اور محمود سے نسبت ہے۔ یہ عمدہ نام ہیں۔ گروہ ضالین کی نسبت کے جو مستحق ہیں۔ وہ نام ان کو مبارک ہو حضرت مسیح موعود کا فیصلہ بھی سنتے جاؤ۔ قال حقیقة الضلالة هی ترك المحمود الذی یستحق الحمد و الثناء كما فعل النصاری و نحتوا من عند هم محمودا اخر (محمد علی و مثله) بالغوا فی الاطراء و ابتغوا الاهواء و بعدوا من عین الحيات و هلكوا كما يهلك الضال فی الموماة۔ یعنی ضلالت کی حقیقت محمود کو چھوڑنا ہے۔ جو حمد و ثنا کا مستحق ہے جیسا کہ نصاریٰ نے کیا کہ انہوں نے اور محمود بنالیا اور اطراء و اہواء میں بڑھکر چشمۂ حیات سے دور ہوگئے۔ اب بتاؤ ضالین کون ہیں + (خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی)

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

۲۸ مئی ۱۹۱۵ء

حضور نے سورۂ فاتحہ پڑھکر فرمایا

اللہ تعالیٰ کی یہ ایک سنت ہے جو قدیم سے چلی آتی ہے۔ کہ وہ ہر انسان کیساتھ ہی نہیں بلکہ ہر قوم اور ہر جماعت کے ساتھ اپنے معاملہ میں ایسا طریق اختیار فرماتا ہے کہ ہر ایک انسان اور ہر ایک قوم کی توجہ ایک ہی طرف نہ لگجائے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ مومن کا ایمان اسی وقت کامل اور اسی وقت نفع رساں ہوتا ہے جبکہ وہ خوف اور طمع کے درمیان ہو جیسا کہ فرمایا تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقنہم ینفقون اسکے نتیجہ میں فرمایا فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون تو وہ ایمان کامل جو نفع رساں اور بہتری کا موجب ہو وہ وہی ہوتا ہے جو خوف اور طمع کے درمیان ہو اور دونوں باتوں کے بین بین ہو یعنے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رحمانیت۔ رحیمیت۔ فضل ربوبیت اور کرم پر نظر ہو اور انسان یہ خیال کرے کہ جسقدر دنیا کی مہربان ہستیاں ہیں۔ انکی محبت اور مہربانی خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں کوئی ہستی نہیں رکھتی تو دوسری طرف وہ اس فکر میں بھی لگا رہے۔ کہ خدا تعالےٰ انسان کی اصلاح کے لئے کبھی کبھی سزا بھی دیتا ہے اور پھر خدا تعالےٰ سے بڑھکر دنیا ومافیہا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو خدا کی سزا کے برابر سزا دے سکے خواہ علماء اور حکماء ہوں خواہ ایجاد واختراع کرنے والے ہوں خواہ دنیا کے امراء اور بادشاہ ہوں خواہ بڑی بڑی حکومتوں اور سلطنتوں والے ہوں اور خواہ عوام الناس ہوں کوئی بھی ان میں سے ایسی طاقت نہیں رکھتا جو اللہ کی سزا اور گرفت کے مقابلہ میں سزا اور گرفت کرسکے سو ان باتوں کو یاد رکھنا چاہئیے کہ جبتک انسان کا ایمان ان دونوں دیواروں کے اندر نہ آجائے اسوقت تک کامل نہیں ہو سکتا بلکہ خطرہ میں رہتا ہے کیونکہ کامل ایمان اسی وقت ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں ایک خوف کے اسباب دوسرے طمع کے سامان پس کسی انسان کے کمال کا ظہور [illegible] نہیں ہو سکتا جبتک خوف اور طمع کے درمیان نہ ہو اسلئے

خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت ہے کہ جس قوم یا جس جماعت کو وہ ترقی دینا چاہتا ہے یا جس انسان کا درجہ بلند کرنا چاہتا ہے اس کیلئے یہ دونوں قسم کے سامان پیدا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ جہاں دنیا میں سب سے بڑے منعم علیہ ہوتے ہیں اور جہاں خدا تعالےٰ کے افضال کی ہر وقت انپر بارش ہوتی رہتی ہے وہاں دوسرے لوگوں کی نسبت انہیں زیادہ خطرناک ابتلاؤں میں سے بھی گذرنا پڑتا ہے یہ دیکھکر نادان انسان کہدیتا ہے کہ جس طرح اور لوگ دکھ اور تکلیف میں پڑے ہوئے ہیں اسی طرح یہ بھی ہے اسلئے ہمیں کسطرح معلوم ہو کہ یہ خدا کا برگزیدہ ہے لیکن اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے ابتلاؤں کے سامان انکے درجہ کی بلندی اور ایمان کی ترقی کے لئے ہوتے ہیں کیونکہ مومن کی ترقی اسی طرح ہوتی ہے پس اگر اللہ تعالےٰ ایکطرف ایمان میں ترقی دینے کے لئے طمع کے اسباب مہیا فرماتا ہے تو دوسری طرف انکے راستہ میں مشکلات کی گھاٹیاں بھی لاتا ہے تا کہ اگر ایک پہلو سے طمع ہو تو دوسرے پہلو سے خوف سے باہر نہ نکلنے پائیں۔

سورۂ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے جو دعا سکھائی ہے اسمیں بھی اسی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین یعنی وہ رب العلمین جو رحمن اور رحیم ہے اور وہ خدا جو ہمارے اعمال کو دیکھکر جزا اور سزا دیتا ہے ہم اسکی حمد کرتے ہیں۔ اس آیت میں ایک طرف رحمن اور رحیم صفات کو بیان فرمایا تو دوسری طرف ملک یوم الدین بھی فرمایا ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ صرف صفات الٰہیہ ہی ہیں۔ گویا دنیا کا تجربہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے اسلئے فرمایا یہ صفات ہی نہیں بلکہ تجربہ بتاتا ہے کہ اگر ایکطرف فضل الٰہی نازل ہو رہے ہیں انعام واکرام کی بارش ہو رہی ہے اور آرام اور سکھ مل رہے ہیں۔ تو دوسری طرف غضب الٰہی بھی ہے جو خدا کے احکام کے توڑنیوالوں پر گرتا ہے اور یہ دونوں قسم کی باتیں ثابت کرتی ہیں کہ اگر ایک جماعت خدا تعالےٰ کے انعاموں کی طرف جا رہی ہے تو دوسری اس [illegible] دروازہ کے راستہ سے بھٹک کر [illegible]

بہیں [illegible] کیسی چاہئیے کہ انسان کی ترقی کے لئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے کیونکہ ایمان سوقت [illegible] جبتک کہ خوف اور طمع دونوں کے وقت ایمان ترقی کرے اور اگر کوئی خدا کی محبت اور عشق میں ایسا چور ہو کہ ایک منٹ کیلئے بھی

خدا کو نہ بھلا سکے تو دوسری طرف یہ بھی چاہئیے کہ ایک منٹ کے لئے بھی خدا تعالےٰ کے احکام کے خلاف کرنیکا خیال دل میں نہ لائے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل غیر محدود ہے تو اسکا عذاب بھی بڑا سخت ہے اور اسنے اگر ایکطرف ترقی رکھی ہے تو دوسری طرف تنزل بھی رکھا ہے اگر نور ہے تو اسکے مقابلہ میں ظلمت ہے اگر صحت ہے تو اسکے مقابلہ میں بیماری ہے اگر خیر ہے تو اسکے مقابلہ میں شر ہے اگر راحت ہے تو اسکے مقابلہ میں دکھ ہے یہ خدا تعالےٰ نے مقابلہ میں باتیں رکھی ہیں کیوں اسلئے کہ انسان کی ترقی کے لئے دونوں پہلو ضروری ہیں پس کبھی ایسا زمانہ ہوتا ہے کہ جماعت اور قوم پر راحت اور آرام آتا ہے تو ترقی کرتی ہے اور کبھی ابتلا آتے ہیں انمیں ترقی کرتی ہے جو مومن ہوتے ہیں وہ دونو حالتوں میں ترقی کرتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو راحت کے زمانہ میں تو ساتھ چلتے رہتے ہیں لیکن دکھ اور تکالیف کے زمانہ میں چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں مومن دونوں حالتوں میں سے گذرتا ہے وہ اگر ایکطرف یہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر خدا تعالےٰ کے انعام واکرام ہوئے ہیں تو دوسری طرف دکھوں اور ابتلاؤں سے اسکا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور جب وہ دونوں امتحانوں میں پاس ہو جاتا ہے یعنے آگ اور پانی سے سلامت نکل آتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکا درجہ بہت بلند کرتا ہے پس مومن کو چاہئیے کہ جیسا آرام اور راحت میں خوش ہو ایسا ہی اگر ابتلا آئیں تو بھی خوش ہو کیونکہ اس سے اسکی ترقی ہو گی اس طرح اسے صاف کیا جاتا ہے نہ کہ مٹایا جاتا ہے کیا لوہار لوہے کو بھٹی میں اسلئے ڈالتا ہے کہ جلائے نہیں بلکہ صاف کرنیکے لئے ڈالتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اگر ابتلاؤں میں ڈالتا ہے تو اسی لئے کہ انسان صاف ہو جائے۔

بہت لوگ ابتلاؤں سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ طمع اور خوف کے بغیر ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا خدا تعالےٰ نبیوں سے بڑھکر کون انسان اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے مگر ان کے لئے بھی یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جسکو دونوں قسم کے حالات سے نہ گذرنا پڑا ہو چونکہ ہماری جماعت سے خدا تعالےٰ نے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں اسلئے یاد رکھو کہ اگر ہم ان وعدوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں تو دوسری طرف اس بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہئیے کہ ایسے وعدوں کے پورا ہونے تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلا بھی آتے ہیں اور جو ان میں ثابت قدم رہتے ہیں انہی کو کامیابی ہوتی ہے اگر کوئی ایسا انسان جو آرام اور راحت میں تو وہ کہ ہر وقت کامیابی کی امید رکھتا ہے تو وہ سنت اللہ سے ناواقف ہے [illegible] آج ہی ٹھوکر لگیگی بالکل پس تمہیں جہاں کامیابی کی امید ہو وہاں ضرور تم